باقیوں کو تو چھوڑدیں رائے ونڈ کا امیر ترین نواز شریف بھی اسلام آباد کے غریب ترین نواز شریف کی مدد کے لئے سامنے نہ آسکا۔ بہرکیف پاکستانی قیادت نے معیشت کے ساتھ تو جو کرنا تھا وہ کر بیٹھے اب اسلام کے ساتھ ان کا مذاق قوم ہرگز برداشت نہیں کرے گی۔ ایک مذہبی نظریاتی ملک میں اگر اسلام آئینی شکل میں نافذنہ بھی ہو تب بھی مسلمان پر فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ ہر معاملہ پر اسلامی تعلیمات واحکامات کی روشنی میں غور کرے۔ اب پاکستانی مسلمان کے دل میں حقیقت راسخ ہو چکی ہے کہ مشکلات سے نجات کا واحد ذریعہ اسلامی نظام کا نفاذ ہے۔ حکومت جوکہ بظاہر اسلامی نفاذ کے نفاذ میں مخلص نظر نہیں آرہی ہے خود اپنے جال میں پھنس گئی ہے۔ بہترہوگا کہ حکومت جب تک اسلامی نظام کے لئے قانون سازی کا عمل نہیں کرتی صدارتی آرڈننس کے ذریعہ وہ اقدامات فی الفور اٹھالے جو معیشت کو سنبھالا دے سکے۔ مثلاً تمام سرکاری سٹاف کاروں کے استعمال پر (بلالحاظ منصب وعہدہ) پابندی، صدر، وزیراعظم، گورنرز اور وزرائے اعلیٰ کے خصوصی طیاروں اور ہیلی کاپٹروں کے استعمال پر پابندی وغیرہ اس قسم کے اقدامات اگر دھماکے کرنے کے ساتھ ہی اٹھالیے جاتے تو امریکہ کو خود انحصاری کا پیغام (Message) سمجھ آچکا ہوتا اور وہ خود اپنے ہی مفاد میں پاکستان کے خلاف اقتصادی پابندیاں لگانے سے گریز کرتا۔ لیکن امریکہ کو خودانحصاری کے کھوکھلا پن سمجھنے میں دیر نہیں لگی اور Desiredresults حاصل کرنے کیلئے اقتصادی پابندیاں لگانے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں ہوئی۔ پوری قوم جانتی ہے کہ پاکستان کے خلاف امریکہ کے عزائم کیا ہیں۔ ڈالر کے ہتھیار کو کتنے مرحلوں میں پاکستان کے خلاف استعمال کیا جائے گا اور بالآخر کونسا مقصد حاصل کیا جائیگا۔ یہ سب اگرچہ نوشتہ دیوار ہے لیکن ہماری کوتاہ بین قیادت اقتدار کی حوص کا اس بری طرح شکار ہے کہ اس نے اس طرف آنکھیں بند کی ہوئی ہیں اور امریکہ کو خوش رکھنے کیلئے ایک دوسرے سے بازی لینے کی کوشش میں ہمہ وقت سرگرم ہے۔ سی ٹی بی ٹی پر دستخط کرنے میں نواز شریف اور بےنظیر کا غیر فطری اتفاق اگرایک طرف ان دونوں کیلئے اقتدار میں رہنے یا آنے کا سبب بن سکتا ہے تو دوسری طرف قومی خزانہ سے لوٹی ہوئی دولت کے تحفظ کا ذریعہ بھی بن سکتا ہے۔ اس لئے کہ یہ دونوں اچھی طرح جانتے ہے کہ دستخط کرنے کی صورت میں ملکی اقتصادی صورتحال مزید ابترہوگئی اور قوم ان دونوں کو قومی خزانہ سے لوٹی ہوئی دولت واپس کرنے پر مجبور کریگی۔

اندریں حالات تمام دانشوروں، مذہبی لیڈروں، صحافیوں اور فہمیدہ طبقے پر آج یہ ایک قومی فریضہ عائد ہوتا ہے کہ وہ ہم آواز ہوکر حکومت کو نفاذ شریعت سے قبل سی ٹی بی ٹی کے مسئلہ پر دستخط کرنے سے باز رکھنے کی کوشش کریں۔

جناب لیفٹننٹ ریٹائرڈ کرنل محمد اعظم خان صاحب (اکوڑہ خٹک)

فاتح اندلس

موسیٰ بن نصیر کا شمار اسلامی دنیا کے ان ممتاز ترین جرنیلوں میں ہوتا ہے جن کا نام زبان پر آتے ہی ہر مسلمان کا سر فخر سے بلند ہو جاتا ہے۔ ایک مغربی مؤرخ ایس پی سکاٹ نے موسیٰ بن نصیر کا تعارف ان الفاظ میں کیا ہے: "موسیٰ بن نصیر کی ہمت و استقلال بے نظیر تھی۔ وہ موت اور تکالیف سے ڈرنا جانتے ہی نہ تھے۔ ان کی فراست اور دوراندیشی ایسی تھی کہ جس پر الہام کا گمان ہونے لگتا ہے۔ ان کا جوش دینی دیوانگی کی حد تک پہنچا ہوا تھا۔ وہ ہمیشہ اور ہر وقت رحمت الٰہیٰ پر بھروسہ اور توکل رکھتے تھے۔ فرائض مذہبی اور صوم و صلوۃ کے سخت پابند۔ ان کی تقریریں فصیح و بلیغ اور دل میں اتر جانے والی اور ان کی ہوش مندی اور عاقبت اندیشی سرب المثل تھی"۔

موسیٰ بن نصیر جن کا پورا نام موسیٰ بن نصیر بن عبدالرحمن بن زید البقری تھا اور تاریخ اسلام میں فاتح مغرب و اندلس کے طور پر جانے جاتے ہیں۔ سن ۱۹ ھجری بمطابق ۶۴۰ء عیسوی ارض شام کے ایک گاؤں کفرمزی کے قبیلہ بنولعم میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد حضرت امیر معاویہؓ کے قریبی مصاحبوں میں سے تھے۔ موسیٰ بن نصیر شام کی پولیس کے اعلیٰ افسر کے عہدے پر تعینات تھے اور اپنی جرات و تقویٰ کی بنا پر مشہور تھے۔ نصیر کا نام اس وقت سامنے آیا جب اموی خلیفہ عبدالملک بن مروان نے انہیں بصرہ سے خراج وصول کرنے کیلئے حاکم مقرر کیا۔ انہی ایام میں موسیٰ خلیفہ کے چھوٹے بھائی عبدالعزیز بن مروان والی مصر کی نظر میں آئے اور وہ انہیں افریقہ کا حاکم بناکر ساتھ لے گئے۔ تاریخ کے مختلف ذرائع موسیٰ بن نصیر کے افریقہ کا حاکم مقرر ہونے کی تاریخ پر متفق نہیں۔ ان میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ مگر گمان غالب ہے کہ یہ تاریخ ۷۹ ہجری ۶۹۸ء کے لگ بھگ ہے۔ عبدالملک کے عہد خلافت میں خستان نے ملکہ واسیہ کو جو کاہنہ کے لقب سے مشہور تھی، شکست دے کر سارے شمالی افریقہ میں ایک حد تک امن بحال کر دیا تھا مگر یہ دیرپا ثابت نہ ہوا۔ افریقہ کے بربری قبائل جو خستان سے ڈرتے تھے، اس کے عہد ولایت میں خاموش رہے۔ مگر عبدالملک کی وفات کے بعد جب موسیٰ وہاں کا حاکم مقرر ہوکر آیا تو بربری قبائل بغاوت پر اتر آئے۔ موسیٰ بن نصیر نے

پے درپے شکستیں دے کر تمام بغاوتوں کو کچل دیا اور شمالی افریقہ میں جس قدر رومی تھے، سب کو نکال باہر کیا، کیونکہ ہر بغاوت اور ہر سازش کے پیچھے انہی لوگوں کا ہاتھ تھا۔ موسیٰ کی ان فتوحات اور پیش بندیوں کے باعث تھوڑے ہی عرصے میں ہرطرح امن وسکون بحال ہوگیا۔ اب موسیٰ بن نصیر ملکی انتظام کی طرف متوجہ ہوئے اور ایسی خوش اسلوبی سے امور سلطنت ترتیب دیئے کہ رعایا خوش حال ہوگئی۔ موسیٰ بن نصیر کی رواداری، عدل اور حسن سلوک کو دیکھ کر تمام بربری قبائل اس کے گرویدہ ہوگئے اور ہر روز بے شمار افریقی حلقہ بگوش اسلام ہونے لگے۔ یہاں تک کہ تھوڑے ہی عرصے میں تمام بربری قبائل مسلمان ہوگئے۔ چنانچہ جب طارق بن زیاد کے زیر کمان اسلامی فوج اندلس کے ساحل پر اتری تو یہ فوج زیادہ تر بربری قبائل پر مشتمل تھی۔

جس زمانے میں افریقہ اور مغرب کی زمام اقتدار موسیٰ بن نصیر کے ہاتھ میں تھی اس زمانے میں سپین کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ ہرطرف ظلم وجور کا بازار گرم تھا۔ ملک بڑے بڑے جاگیرداروں میں منقسم تھا جو شاندار محلوں میں عیش وعشرت کی زندگی بسر کرتے تھے۔ یہودیوں کی حالت تو اور بھی قابل رحم تھی۔ اس تمام جبروتشدد کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہسپانوی رعایا بھاگ بھاگ کر شمالی افریقہ میں مسلمانوں کے زیرسایہ پناہ لینے لگی۔ ان مظلوموں سے سپین کے حالات سن کر موسیٰ کے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ وہ اس پر حملہ آور ہوکر خلق خدا کو ان درندہ صفت انسانوں سے نجات دلائے۔ اس ادارہ کو مزید تقویت کاؤنٹ جولین کے مشورہ نے دی۔ جو علاقہ قیوطہ کا حکمران تھا۔

سپین کا یہ علاقہ افریقی ساحل سے نزدیک ترین تھا۔ کاؤنٹ جولین نے جو سپین کے حکمران فریڈرک سے پہلے ہی شاکی تھا ایک روز موسیٰ کی خدمت میں حاضر ہوکر امداد کی درخواست کی۔ موسیٰ نے دربار خلافت سے ہسپانیہ پر فوج کشی کی اجازت مانگی تو ولید نے لکھا کہ امتحان کے طور پر کوئی دستہ بھیج کر وہاں کے حالات کا اندازہ کرو، اگر حالات موافق ہوں تو چڑھائی کردو۔ اس پر موسیٰ نے اپنے ایک آزاد کردہ غلام طریف بن مالک کو پانچ سو سپاہیوں کا ایک دستہ دے کر روانہ کیا۔ طریف جولائی ۷۱۰ء کو ساحل ہسپانیہ کے انتہائی جنوب میں ایک کونے پر اترا۔ یہ مقام طریف کی یاد میں آج تک طریفہ کہلاتا ہے۔ وہاں طریف نے اردگرد کے علاقوں پر یلغار کی اور بہت سامان غنیمت لے کر لوٹا۔ طریف نے واپسی پر آکر اطلاع دی کہ فضا بہت سازگار ہے اور اگر حملہ کیا جائے تو کامیابی یقینی ہے۔

رجب یا شعبان ۹۲ھ (بمطابق اپریل / مئی ۷۱۱ء) کو موسیٰ نے اپنے مشہور جرنیل اور آزاد غلام طارق بن زیاد کو سات ہزار بربری فوج دے کر سپین پر چڑھائی کے لئے روانہ کیا۔ طارق

بن زیاد آبنائے عبور کر کے سپین کے ساحل پر اس پہاڑی کے نزدیک اترا جو آج کل اس کے نام پر جبل الطارق کہلاتی ہے ۔ علاقے کا گورنر مسلمانوں کے مقابلے کو بڑھا، مگر شکست کھائی ۔ اس نے اپنے بادشاہ راڈرک کو اطلاع دی کہ ہمارے ملک پر ایک ایسی قوم نے حملہ کردیا ہے جو بلا کے بہادر اور جنگجو ہیں مگر پتہ نہیں کہ وہ کہاں سے آئے ہیں، زمین سے نکلے ہیں یا آسمان سے اترے ہیں ۔ یہ اطلاع ملتے ہی راڈرک ایک لاکھ کا جرار لشکر لے کر جنوب کی جانب بڑھا۔ طارق بن زیاد نے مزید امداد طلب کی جو موسیٰ نے پانچ ہزار فوج بھیج کر بارہ ہزار کی تعداد پوری کردی ۔ یہ وہ تعداد ہے جسے مسلمان بڑی سے بڑی لڑائی کے لئے کافی سمجھتے رہے ہیں ۔

ساحل اندلس پر اترنے کے بعد طارق بن زیاد نے اپنے تمام جہازوں کو نذر آتش کردیا تھا تاکہ مسلمان بھاگنے کا خیال تک بھی دل میں نہ لاسکیں ۔ تعداد کی کمی کے باوجود اسلامی فوج اس بے جگری سے لڑی اور ایسا جم کر مقابلہ کیا کہ تعداد میں کئی گنا زیادہ عیسائی ٹڈی دل لشکر منتشر ہوگیا ۔ راڈرک جان بچا کر بھاگا اور دریا میں ڈوب کر مرگیا ۔ اس فتح عظیم نے مسلمانوں کے حوصلے اس قدر بلند کردیئے اور اہل سپین کو اس قدر پست ہمت بنادیا کہ وہ کہیں بھی اسلامی لشکر کے مقابلہ میں ٹھہر نہ سکے ۔ امدادی فوج روانہ کرتے وقت موسیٰ بن نصیر نے طارق بن زیاد کو ہدایت کی تھی کہ جب تک میں نہ آجاؤں تم کوئی جارحانہ اقدام نہ کرنا مگر طارق بن زیاد نے اس حکم کی زیادہ پروا نہ کی اور اپنی فوج کو چار حصوں میں تقسیم کر کے مختلف سمتوں میں روانہ کردیا ۔ ایک حصہ غرناطہ کی طرف بڑھا، دوسرا قرطبہ پر حملہ آور ہوا ۔ تیسرے نے مالقہ کا رخ کیا اور چوتھے حصے کو لے کر طارق بن زیاد خود سپین کے پایہ تحت طلیطلہ کی طرف روانہ ہوا ۔ ہر جانب فتح و نصرت نے مسلمانوں کے قدم چومے ۔ اسی اثناء میں موسیٰ بن نصیر خود اٹھارہ ہزار فوج کے ہمراہ ساحل اندلس پر رمضان سن ۹۳ھ میں جبل موسیٰ کے مقام پر اترا ۔ کاؤنٹ جولین ان کے ساتھ تھا ۔ موسیٰ بن نصیر نے مناسب سمجھا کہ وہ طارق بن زیاد کو ملنے کی بجائے جنوبی اندلس کے ان علاقوں کو دوبارہ فتح کرے جنہیں طارق بن زیاد نے فتح تو کرلیا تھا لیکن وہ پھر سرکشی اختیار کر چلے تھے ۔ شذرنہ، قرمونہ اور اشبیلیہ کے علاقے بغیر کسی مزاحمت کے فتح کر لئے گئے لیکن ماروہ کو فتح کرنے میں مسلمانوں کو سخت دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا ۔ موسیٰ بن نصیر نے ماروہ کا کئی روز تک محاصرہ کئے رکھا لیکن شہر نے اطاعت قبول کرنے سے انکار کردیا ۔ موسیٰ بن نصیر نے اہل ماروہ کی پامردی اور سخت جانی کے پیش نظر اپنے بیٹے عبدالعزیز کو بلا بھیجا جو سات ہزار تازہ دم فوج کے ہمراہ ماروہ پہنچا مگر ماروہ پھر بھی فتح نہ ہوسکا ۔ ماروہ کی لڑائی میں

مسلمانوں کو سخت نقصان پہنچا۔ مگر ان کی ہمت پست نہ ہوئی۔ موسیٰ بن نصیر نے اہل مارو کو صلح کا پیغام دیا جو محاصرے کی حالت میں شہر کی حفاظت کرتے کرتے تھک گئے تھے۔ شوال ۹۴ھ میں موسیٰ بن نصیرماروہ میں داخل ہوا اور اہل ماروہ کے ساتھ نرم شرائط پر صلح کرلی۔ موسیٰ بن نصیر عید کے روز شہر میں داخل ہوا۔ ماروہ کی فتح کے بعد موسیٰ بن نصیر نے عبدالعزیز کو اشبیلیہ روانہ کیا کیونکہ ماروہ کی مہم کے دوران اہل اشبیلیہ باغی ہوگئے تھے اور باجہ اور لبلہ کے باشندوں کے ساتھ مل کر اسی مسلمان شہید کرڈالے تھے۔ مسلمان فوج نے اشبیلیہ پر دوبارہ قبضہ کرکے باجہ اور لبلہ بھی فتح کرلئے۔ عبدالعزیز نے مسلمانوں کی کثیرتعداد کو اشبیلیہ میں آباد کیا جنہوں نے متواتر محنت سے زمین کی کھوکھ سے وہ فصلیں اور پھل اگائے جو اس سے پہلے یہاں معدوم تھے۔ شوال ۹۴ھ ہجری کا اخیر ہوچکا تھا۔ ماروہ فتح کرنے کے بعد موسیٰ بن نصیر طلیطلہ روانہ ہوگیا۔ طارق بن زیاد کو اپنے محسن ومربی کی آمد کی اطلاع ملی تو وہ اسے ملنے کے لئے طلیطلہ سے علیرہ چلا آیا۔ موسیٰ بن نصیر طارق بن زیاد کی حکم عدولی پر برہم تھا۔ لیکن طارق بن زیاد نے جو رضاجوئی کے آداب سے واقف تھا۔ موسیٰ کو ان حالات اور واقعات سے مطلع کیا جو پیش قدمی جاری رکھنے کا سبب ہوئے تھے۔ معذرت چاہی کہ وہ اپنے جنگی منصوبوں کی منظوری قبل ازوقت حاصل نہ کرسکا۔ موسیٰ بن نصیر طارق بن زیاد کی معذرت قبول کرتے ہوئے معمولی سی تنبیہہ کےبعد راضی ہوگیا۔ بعض مغربی مورخین نے طارق بن زیاد کی گرفتاری اور بیڑیاں پہناکر قید میں ڈالنے اور دوبارہ خلافت سے ہدایات موصول ہونے پر طارق بن زیاد کو اپنے منصب پر بحال کرنے کا ذکر کیا ہے۔ مگر یہ سب درست نہیں۔ عرب واقع نگار اس سے اتفاق نہیں کرتے۔ موسیٰ بن نصیر جس نے طارق بن زیاد کی تربیت اپنے ہاتھ سے کی تھی، اسے غلامی کی حالت سے اٹھایا اوراسکی فکری صلاحیتوں کو جلا بخشی، جس نے طارق بن زیاد کو تاریخ عالم کا ایک ناقابل شکست سپہ سالار بنادیا تھا۔ طارق بن زیادہ سے حسد نہیں کرسکتا تھا۔ طلیطلہ پہنچنے کے بعد دونوں مل کر آگے بڑھے۔ تاریخوں میں موسیٰ بن نصیر کے طلیطلہ پہنچنے تک کے واقعات سلسلہ وار ہیں لیکن اس کے بعد یہ سلسلہ قائم نہیں رہتا۔ المقری کا بیان ہے کہ ہسپانیوں پر مسلمانوں کی اتنی ہیبت چھائی ہوئی تھی کہ ان کو روکنے والا کوئی نہ تھا۔

موسیٰ بن نصیر نے اندلس کے باقی حصوں پرقبضہ کرنے کے انتظامات کئے اور طارق کو مقدمہ الجیش کے طور پر شمالی سپین کے علاقوں کی فتوحات کےلئے آگے کی طرف روانہ کردیا اور خود ان کے پیچھے پیچھے چلا۔ طارق جدھر کا رخ کرتا، فتح وکامرانی ہمرکاب چلتی تھی۔ وہ آگے آگے علاقے فتح کرتا

جاتا تھا اور موسیٰ بن نصیر پیچھے پیچھے صلح ناموں اور معاہدوں کی تصدیق کرتا جاتا اور بحالی امن کے انتظامات کرتا جاتا۔ فتح ہسپانیہ کے دوران موسیٰ نے جبرو سختی کی بجائے عدل واحسان، لوٹ کھسوٹ کی بجائے مہرووفا اور قتل وغارت کی بجائے عفوودرگذر کے جو معیار قائم کئے اس کا اندازہ اسلامی افواج کو دیئے گئے ان احکامات سے کیاجاسکتا ہے:۔

(۱). آبادی کو ویرانی میں تبدیل نہ کیاجائے (۲). رعایا کے مذہبی حقوق کا احترام کیا جائے۔

(۳). حملے فوجی طریقے کے مطابق صرف مقامات ہی فتح کرنے کےلئے کئے جائیں۔ (۴). لوٹ کھسوٹ اور جوروجفا سے پرہیز کیا جائے اور عورتوں کا احترام کیا جائے۔ (۶). اگر کسی مسلمان سپاہی نے عمداً ان احکامات کی خلاف ورزی کی تو اسے سزائے موت دی جائے گی۔

موسیٰ بن نصیر نے شمالی سپین کے تمام علاقوں کو مختصر عرصے میں روند ڈالا یہاں تک کہ سرقسطہ (SARAGOSSA) جوکہ صدر مقام تھا، جلدہی زیراقتدار آگیا۔ مسلمان شمال مشرقی اندلس کو فتح کرنے کے بعد فرانس کی سرحد دریائے روڈنہ تک پہنچ گئے۔ سپین کے انجام نے اہل فرانس کو چونکادیا تھا اور حدود فرانس تک اسلامی فوجوں کی پیش قدمی سے ان میں بڑی بے چینی پھیلی ہوئی تھی۔ فرانس بادشاہ چارلس مارٹل ایک جرارلشکر کے ساتھ مسلمانوں کو روکنے کیلئے آگے بڑھا۔ مسلمان اس وقت لوڈون تک پہنچ چکے تھے لیکن ان کے پاس نہ کوئی بڑی جمعیت تھی اور نہ ہی کسی کمک کے جلد پہنچنے کا امکان تھا۔ اس لئے مسلمان اربونہ لوٹ گئے۔ چارلس مسلمانوں کے پیچھے اربونہ پہنچا۔ یہاں ایک جھڑپ میں نقصان اٹھاکر مسلمان اربونہ میں داخل ہوکر قلعہ بند ہوگئے۔ چارلس نے اربونہ کا محاصرہ کرلیا مگر نقصان اٹھانے کے بعد چند روز کے اندر اس نے محاصرہ اٹھالیا اور فرانس کی سرحدوں پر قلعے اور چھاؤنیاں قائم کرکے افواج متعین کردیں کہ مسلمان فرانس کی حدود کی طرف نہ بڑھ سکیں۔ دربار خلافت یہ جنگ یورپ کے اندر تک لےجانے کے حق میں نہ تھا۔

موسیٰ بن نصیر نے ابھی شمالی حصے کی فتوحات مکمل نہیں کی تھیں کہ اسے خلیفہ ولید کی طرف سے واپسی کا حکم نامہ ملا۔ چونکہ ابھی مغربی اندلس کے صوبے باقی تھے اسلئیے وہ واپس نہ ہوا اور مغربی صوبوں کی فتوحات میں مصروف ہوگیا۔ اسی دوران موسیٰ اور طارق کی واپسی کا دوسرا حکم نامہ پہنچا۔ دمشق میں موسیٰ اورطارق کی فتوحات اور مال غنیمت سے متعلق افواہیں گشت کررہی تھیں درباری حلقے ظن وقیاس سے کام لے رہے تھے اوران دونوں کی بےلوث خدمات اور پرخلوص عزمت کو شک کی نگاہوں سے دیکھا جارہا تھا۔ موسیٰ نے فرمان خلافت کے آگے سرتسلیم خم کردیا اور اپنے بیٹے

عبدالعزیز کو جو اس وقت اشبیلیہ کا گورنر تھا اندلس میں نائب السلطنت مقرر کر کے شام روانہ ہو گیا۔

طارق بن زیاد رجب ۹۲ھ سے ذی الحج ۹۵ھ تک اور موسیٰ بن نصیر رمضان المبارک ۹۳ھ سے لے کر ذی الحج ۹۵ھ تک سرزمین ہسپانیہ پر رہے مگر شکست کے نام سے ناآشنا رہے۔ موسیٰ ہسپانیہ سے واپسی پر جس فاتحانہ شان سے لوٹا اس کی نظیر کم ہی ملے گی۔ سینکڑوں اونٹوں پر لدے ہوئے مال غنیمت کی کہانیاں ولی عہد خلافت سلیمان بن عبدالملک تک پہنچیں تو اس نے ایک قاصد یہ پیغام دے کر موسیٰ کی پیشوائی کے لئے بھیجا کہ خلیفہ چند دنوں کا مہمان ہے۔ تم رک جاؤ اور اپنی رفتار کو مدھم کر دو اور دمشق کے شہر میں اس وقت داخل ہونا جب ولید کے بعد سلیمان خلیفہ بن چکا ہو۔ موسیٰ کے دل میں خلیفہ وقت سے ملنے کی خواہش اس قدر شدید تھی کہ اس نے سلیمان کے حکم کی پرواہ نہ کی۔ موسیٰ جمعہ کے روز جامعہ دمشق پہنچا جو فروری ۷۱۵ء کی کوئی تاریخ تھی۔ اس روز ولید اپنی علالت کے باوجود نماز ادا کرنے آیا تھا۔ موسیٰ نے اپنے تمام تبرکات اور نوادرات خلیفہ کے قدموں میں ڈھیر کر دیئے۔ ولید نے موسیٰ بن نصیر کی بڑی عزت افزائی کی اور خلعت اور نقد انعامات سے نوازا۔ نہ صرف اس کے بیٹوں کے مراتب بڑھائے بلکہ جو معززین و عمائدین اندلس کی مہم میں شریک ہوئے تھے، ان سب کی قدرافزائی کی۔ اس سے ایک طرف سلیمان کے خلاف مزاج موسیٰ بن نصیر کی عزت افزائی ہوئی اور دوسری طرف اس دادودہش میں اندلس کے مال غنیمت کا بہت بڑا حصہ صرف ہو گیا۔

موسیٰ کو دمشق آئے ہوئے ابھی چالیس روز بھی نہ ہوئے تھے کہ خلیفہ ولید کا انتقال ہو گیا۔ خلافت ولی عہد سلیمان بن عبدالملک کے ہاتھ آئی۔ سلیمان کے دل میں پہلے سے ہی موسیٰ بن نصیر کے خلاف ایک غبار موجود تھا اس میں مزید اضافہ دیر سے دمشق پہنچنے کی حکم عدولی نے کر دیا۔ سلیمان نے موسیٰ بن نصیر پر بددیانتی، کنبہ پروری اور ظلم وعدوان کا الزام لگا کر مقدمہ چلایا اور اس عظیم انسان پر وہ مظالم ڈھائے کہ الامان۔ موسیٰ کی عمر اس وقت اسی سال سے متجاوز تھی۔ اسے کڑکڑاتی دھوپ میں ایک ستون کے ساتھ باندھا دیا گیا۔ اس کی جائیداد اور املاک چھین لی گئی اور اسے حوالہ زنداں کر دیا گیا۔ بعد میں ایک سردار کی سفارش پر کئی لاکھ کا تاوان عائد کر کے چھوڑ دیا گیا۔ یہ تاوان اتنا زیادہ تھا کہ وہ ادا نہ کر سکا۔ موسیٰ بن نصیر نے اپنے آخری ایام انتہائی عسرت اور آشفتہ حالی میں گزارے اور اسی گم نامی کی حالت میں وفات پائی۔

موسیٰ بن نصیر ایک کامیاب جرنیل ہی نہ تھے بلکہ وہ اعلیٰ درجے کے منتظم بھی تھے۔ وہ صرف

(باقی ص۵ پر)